شاہ محمد اسمٰعیل شہید دہلوی

عبدالرشید عراقی

حضرت شاہ محمد اسمٰعیل شہید دہلوی بن شاہ عبدالغنی محدث بن امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی ذات محتاج تعارف نہیں۔ آپ نے کتاب و سنت کی اشاعت و ترویج زبان و قلم سے آگے بڑھ کر اپنے زور بازو سے بھی کی۔ اور شرک و بدعت کی تردید میں بنگال سے لے کر افغانستان کی سرحد تک گئے۔ اس بات کا ابطال کیا۔ لوگوں کو جہاد کی دعوت دی۔ اور ان مہمات کے ساتھ ساتھ درس و تدریس کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔

مولانا شاہ محمد اسمٰعیل ۱۲/ ربیع الثانی ۱۱۹۳ھ بمطابق ۲۹/ اپریل ۱۷۷۹ء دہلی میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد مولانا شاہ عبدالغنی (م ۱۲۲۷ھ) جوانی میں انتقال کر گئے۔ اس لیے آپ کی تعلیم و تربیت آپ کے چچا مولانا شاہ عبدالقادر دہلوی (م ۱۲۴۲ھ) نے کی۔ مولانا شاہ عبدالقادر دہلوی (۱۲۴۲ھ) کے علاوہ آپ نے مولانا شاہ رفیع الدین (م ۱۲۴۹ھ) مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (م ۱۲۳۹ھ) اور مولانا شاہ عبدالحی (م ۱۲۴۳ھ) سے بھی اکتساب فیض کیا۔ حدیث کی تعلیم مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (م ۱۲۳۹ھ) سے حاصل کی۔

۱۶ سال کی عمر میں جملہ علوم اسلامیہ سے فراغت حاصل کی اور سند فراغت خود حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (م ۱۲۳۹ھ) نے اپنے دست مبارک سے عنایت فرما دی۔ آپ کی ذہانت و طباعی' اور فہم و فراست کی دھوم ساری دہلی میں پھیل گئی۔ لوگ آپ سے پیچیدہ سے پیچیدہ مسائل دریافت کرتے۔ آپ ان کو ایسا تسلی بخش جواب دیتے کہ لوگ حیران رہ جاتے۔

دہلی کے نواب سعادت خاں رنگین (م ۱۲۵۱ھ) جو بہت بڑے شاعر' ادیب اور انشاء پرداز تھے۔ انہوں نے جب آپ کی ذہانت و ذکاوت کو دیکھا۔ تو کہا۔

اس خاندان سے جو اٹھتا ہے باون گزا اٹھتا ہے(۱)

علماء کرام نے آپ کے علمی تبحر' حفظ و ضبط' عدالت و ثقاہت امانت و دیانت' تقویٰ و مہارت اور زہد و ورع کا اعتراف کیا ہے۔

مولانا فضل حق خیر آبادی (م ۱۲۷۸ھ) کہتے ہیں کہ:

(مولانا محمد اسمٰعیل شہید) امت محمدیہ کے حکیم تھے۔ (۲)

محی السنۃ مولانا سید نواب صدیق حسن خاں (م ۱۳۰۷ھ) لکھتے ہیں کہ:

(مولانا شاہ محمد اسمٰعیل شہید) معقول و منقول ہیں اگلے لوگوں کی یاد بھلا دیتے تھے۔ فروع و اصول میں ائمہ کی یاد تازہ کردیتے تھے جس علم میں ان سے بات کرو گے تو تمہیں معلوم ہوگا کہ وہ اس فن کے امام ہیں۔ اور جس فن میں ان سے مناظرہ کی نوبت آئے گی تو جان لو گے کہ وہ اس کے حافظ ہیں۔ ساری عمر خدا کی سربلندی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنن کے احیاء راہ خدا میں جہاد اور خلق خدا کی ہدایت میں گزری' اور کسی اسلامی مقام پر ایک لمحے کے لیے بھی آرام نہ فرمایا۔ (۳)

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رقمطراز ہیں کہ:

جہاں تک مولانا شاہ محمد اسمٰعیل شہید کا تعلق ہے۔ وہ ان اولوالعزم' عالی ہمت' ذکی جری اور غیر معمولی افراد میں تھے جو صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ وہ مجتہدانہ دماغ کے مالک تھے۔ اور اس میں ذرا بھی مبالغہ نہیں۔ کہ ان میں بہت سے علوم کو ازسر نو مدون کرنے کی قدرت و صلاحیت تھی۔ (۴)

حضرت سید احمد شہید سے بیعت

۱۲۳۴ھ / ۱۸۱۸ء میں مولانا شاہ محمد اسمٰعیل نے مجاہد کبیر امیرالمومنین حضرت سید احمد شہید بریلوی (م ۱۲۴۶ھ) کی بیعت کی۔ آپ کے ساتھ مولانا شاہ عبدالحی (م ۱۲۴۳ھ) نے بھی بیعت کی۔ (۵)

تدریس

۱۲۳۰ھ میں آپ کے چچا' اور استاد مولانا شاہ عبدالقادر دہلوی (م ۱۲۳۰ھ) نے انتقال کیا۔ تو مولانا شاہ محمد اسمٰعیل شہید نے مسند ولی اللہ کو زینت بخشی اور درس و تدریس کا سلسلہ جاری کیا۔ (۶)

لیکن آپ درس و تدریس کا سلسلہ زیادہ دیر تک جاری نہ رکھ سکے۔ اس لیے کہ آپ حضرت سید احمد شہید اور دیگر احباب و رفقاء کے ساتھ شوال ۱۲۳۶ھ بمطابق ۳۰ / جولائی ۱۸۳۱ء

کو فریضہ حج ادا کرنے حجاز روانہ ہوئے اور حجاز میں آپ کا قیام دو سال دس ماہ رہا۔ اور ۲۹ شعبان ۱۲۳۹ھ بمطابق ۲۹/ اپریل ۱۸۲۴ء واپس وطن تشریف لائے۔ اور مراجعت کے بعد ہمہ تن جہاد کے انتظام میں مصروف ہوگئے۔

تلامذہ

آپ نے درس و تدریس کا سلسلہ بہت کم مدت جاری رکھا تاہم آپ کے چند مشہور تلامذہ یہ ہیں۔

حضرت سید احمد شہید(م ۱۲۴۶ھ) (۷) مولانا سخاوت علی جون پوری (م ۱۲۷۴ھ) (۸) مولانا شیخ عبدالحق محدث بنارسی (م ۱۲۷۶ھ) (۹) مولانا عبداللہ علوی (م ۱۲۶۴ھ) (۱۰) مولانا ولایت علی صادق پوری (م ۱۲۶۹ھ) (۱۱) مولانا کرامت علی دہلوی (م ۱۲۷۷ھ) (۱۲) مولانا جلال الدین بنارسی (م ۱۲۷۷ھ) (۱۳)

وعظ و تبلیغ

تعلیم سے فراغت کے بعد مولانا شاہ اسمٰعیل شہید نے محسوس کیا۔ کہ ہر طرف شرک و بدعت کا دور دورہ ہے جاہلانہ رسومات کا رواج عام ہے۔ اور اس سے دہلی کا کوئی گھر بھی نہیں بچا ہوا ہے۔ چنانچہ آپ نے وعظ و تبلیغ کا سلسلہ شروع کیا۔ اور آپ نے حضرت سید احمد شہید (م ۱۲۴۲ھ) کی بیعت کے بعد اپنی زندگی کو دعوت و ارشاد اصلاح و تبلیغ احیائے دین اور شرک و بدعت کی تردید و توبیخ کے لیے وقف کر دیا۔ چنانچہ آپ نے وعظ و تبلیغ کا آغاز رمضان المبارک ۱۲۲۱ھ کے پہلے جمعہ سے کیا۔

سرسید احمد خاں (م ۱۸۹۸ء) نے اپنی کتاب آثارالصنادید میں آپ کے وعظ کا دلنشین انداز میں نقشہ کھینچا ہے۔ (۱۴)

شاہ محمد اسمٰعیل وعظ کا آغاز خطبہ مسنونہ کی قرآن کریم کی آیات سے کرتے پھر کتاب و سنت کی روشنی میں اس کی تفسیر فرماتے اور ایسے سادہ پیرایہ میں بیان فرماتے کے سامعین کے دل خوف خدا سے کانپ اٹھتے اور آنکھیں اشکبار ہو جاتیں۔

دہلی کے علاوہ برصغیر پاک و ہند کے دوسرے شہروں میں آپ نے وعظ فرمائے۔

کلکتہ میں شراب عام پی جاتی تھی۔ آپ وہاں تشریف لے گئے۔ اور وہاں وعظ فرمانا شروع کیا۔ اور حرمت شراب کو موضوع سخن بنایا۔ چنانچہ لوگوں نے شراب پینے سے توبہ کر لی۔ (۱۵) مولانا شاہ اسمٰعیل ایک دفعہ لکھنؤ تشریف لے گئے۔ لکھنؤ میں شیعہ حضرات کی کثرت تھی۔ آپ نے شیعیت کے خلاف وعظ فرمایا۔ اور ان کے عقائد کے متعلق تفصیل سے بیان فرمایا۔ چنانچہ آپ کے وعظ سے کئی ایک شیعہ آدمیوں نے شعیت سے توبہ کر کے سنی مذہب اختیار کیا۔ (۱۶)

وعظ و تبلیغ کے علاوہ مولانا شاہ محمد اسمٰعیل شہید دہلوی نے کئی ایک اسلامی کارنامے بھی سرانجام دیئے۔ آپ کے دور میں مسجدوں کا احترام باقی نہیں رہا تھا۔ دہلی کی جامع مسجد کے اندرونی صحن پر ایک بازار لگتا تھا۔ آپ نے اکبر شاہ ثانی (م ۱۲۳۷ھ) سے کہہ کر اس بازار کو بند کرایا۔ اس کے علاوہ آپ کا دوسرا کارنامہ نکاح بیوگان ہے۔ مسلمان ہندوؤں کے ساتھ میل جول کے پیش نظر اس کو معیوب رکھتے تھے۔ چنانچہ آپ نے مسلمانوں کو اس کی ترغیب دی۔ اور بتایا کہ یہ سنت نبوی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات میں اکثر و بیشتر بیوہ تھیں۔ مولانا شاہ اسمٰعیل شہید نے اس سنت نبوی کے احیاء کی ابتداء اپنے گھر سے کی۔ اور اپنی معمر بیوہ ہمشیرہ کا نکاح عبدالحی (م ۱۲۴۳ھ) سے کیا۔ (۱۷)

جہاد

ابتدائے آفرینش سے حق و باطل کے درمیان معرکہ آرائی ہوتی چلی آرہی ہے۔ ضرب کلیم سے فرعونی لشکروں' تیشہ ابراہیم سے نمرودی بت کدوں اور چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی کی ستیزہ کاری ایک مسلمہ حقیقت ہے۔ حکیم الامت علامہ اقبال (م ۱۹۳۸ء) نے اس حقیقت کی یوں نقاب کشائی کی ہے۔

؎ ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

اعلائے کلمتہ الحق کی خاطر جہاد ایک بہت بڑا عمل ہے۔ احادیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کی بڑی فضیلت بیان فرمائی ہے۔ آپ کا فرمان ہے کہ:

"اللہ کے ساتھ ایمان رکھنے والے اور اس کے رسولوں کی تصدیق کرنے والے مجاہد کو اللہ تعالی نے اجر و غنیمت کے ساتھ گھر واپس لوٹانے یا جنت میں داخل کرنے کی ضمانت دی۔"

(۱۸)

حضرت شاہ اسمٰعیل شہید دہلوی کی ولادت سے قبل برصغیر میں مسلمانوں کی حکومت کا چراغ قریبا گل ہو چکا تھا' جو مسلمان تھے وہ صرف نام کے مسلمان تھے۔ مذہب سے برائے نام تعلق تھا' بدعات کا زور تھا۔ اور یہ سلسلہ آپ کے جدامجد حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی (م ۱۱۷۶ھ) کی پیدائش سے پہلے شروع ہو چکا تھا۔ علامہ سید سلمان ندوی (م ۱۹۵۳ء) لکھتے ہیں کہ:

"ہندوستان کی یہ کیفیت تھی۔ جب اسلام کا وہ اخترتابان نمودار ہوا۔ جس کو دنیا شاہ ولی اللہ دہلوی کے نام سے مانتی ہے مغلیہ سلطنت کا آفتاب لب بام تھا۔ مسلمانوں میں رسوم و بدعات کا زور تھا۔ جھوٹے فقراء اور مشائخ جابجا اپنے بزرگوں کی خانقاہوں میں مسندیں بچھائے اور اپنے بزرگوں کے مزاروں پہ چراغ جلائے بیٹھے تھے۔ مدرسوں کا گوشہ گوشہ منطق و حکمت کے ہنگاموں سے پرشور تھا' فقہ و فتاویٰ کی لفظی پرستش پر فقہ کے پیش نظر تھی۔ مسائل فقہ میں تحقیق و تدقیق سب سے بڑا مذہبی جرم تھا۔ عوام تو عوام خواص تک قرآن پاک کے معانی و مطالب اور احادیث کے احکام و ارشادات اور فقہ کے اسرار و مصالح سے بے خبر تھے۔" (۱۹)

مولانا شاہ محمد اسمٰعیل شہید اس دور میں جس کا نقشہ علامہ سید سلیمان ندوی (م ۱۹۵۳ء) نے کھینچا ہے۔ پل کر جوان ہوئے:

مولانا غلام رسول مہر (م ۱۹۷۸ء) لکھتے ہیں کہ اس وقت مولانا شاہ محمد اسمٰعیل شہید دہلوی کے سامنے تین راستے تھے۔

(۱) حق کو چھوڑ کر باطل سے رشتہ جوڑ لیا جائے۔

(۲) حق کو نہ چھوڑا جائے۔ اور اس سلسلہ میں جو مصیبتیں آئیں انہیں صبر و استقامت سے برداشت کر لیا جائے۔

(۳) باطل کا مردانہ وار مقابلہ کر کے ایسی صورت حال پیدا کرنے کی سعی کی جائے۔ کہ حق کے لیے غلبہ عام کی فضا آراستہ ہو جائے۔ (۲۰)

مولانا شاہ محمد اسمٰعیل شہید دہلوی نے حضرت سید احمد شہید کی بیعت میں تیسرا راستہ منتخب فرمایا اور اس کا یہ نتیجہ ہوا' کہ آپ اس میں کامیاب و کامران ہوئے اور اپنی جان کی بازی لگا دی۔

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رقمطراز ہیں :۔

"عمومی دعوت و اصلاح کے اس عظیم کام کے ساتھ آپ نے جہاد فی سبیل اللہ کے لیے اپنے کو پورے طور پر تیار کیا۔ سید صاحب کی (جن سے آپ نے سلوک و بیعت جہاد کی تھی) صرف ہمرکابی اور رفاقت کا حق ادا کیا۔ بلکہ اس کام میں آپ کی حیثیت تو تحریک کے ایک قائد اور امیر کے وزیر و نائب کی تھی پھر اسی کام میں اپنی ہستی فنا کر دی۔ اور بالاکوٹ کے معرکہ میں شہادت کا شرف حاصل کیا۔" (۲۱)

شہادت کا واقعہ ۲۴/ذی القعد ۱۲۴۶ھ بمطابق ۶/ مئی ۱۸۳۱ء بروز جمعتہ المبارک پیش آیا۔ (۲۲)

تصنیفات

مولانا شاہ محمد اسمٰعیل شہید نے اپنی زندگی کا مقصد اعلائے کلمتہ الحق کو قرار دیا تھا۔ اور آپ نے اس سلسلہ میں اپنی جان بھی قربان کر دی۔

بنا کردند خوش رسمے بہ خاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کندایں عاشقان پاک طینت را

تاہم آپ تصنیف و تالیف کی طرف بھی متوجہ رہے آپ کی تصنیفات بہت عمدہ ، جامع علمی اور تحقیقی ہیں۔ مولانا شاہ محمد اسمٰعیل کی تصانیف میں طرز نگاری کا حسن، اسلوب بیان کی عمدگی، استدلال کی قوت، دلائل کا رسوخ، احکام شریعہ کی موثر تفسیر، فلسفہ و اصول دین کی نقاب کشائی اور بیان میں تفہیم و تسلیم دونوں پہلوؤں کو پیش نظر رکھنا آپ کا خاصا تھا۔

ردالاشراک (عربی۔ مطبوعہ)

یہ رسالہ شرک و بدعت کی تردید میں ہے۔ اس میں آپ نے قرآنی آیات اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں شرک و بدعت اور دیگر کفریہ رسومات کی تردید کی ہے محی السنتہ مولانا سید نواب صدیق حسن خاں قنوجی (م ۱۳۰۷ھ) لکھتے ہیں۔

"مختصری امت درالاشراک بدعت آیات و احادیث لاغیرباب اولش و راجتناب از شرک

است و باب آخرش فی الوجوہ الممنوعہ عن تزین النساء و تقویہ الایمان اردو گویا ترجمہ تصنیف اول ہمیں مختصرست۔ (۲۳)

دوسری جگہ نواب صاحب مرحوم لکھتے ہیں:۔

"ازاں جملہ الاشراک است مشتمل بردوباب دونفی اشراک و رسوم کفر و بدعات از احادیث تقویۃ الایمان ترجمہ یک باب اوست ہم از مؤلف۔" (۲۴)

دائرہ معارف الاسلامیہ کا مقالہ نگار لکھتا ہے کہ:۔

"یہ شرک اور غیر مشروع مراسم کے راہ میں آیات و احادیث کا مجموعہ ہے۔" (۲۵)

تقویۃ الایمان (اردو۔ مطبوعہ)

یہ آپ کی مقبول ترین کتاب ہے۔ اس کا موضوع توحید ہے اور اپنے موضوع کے لحاظ سے مولانا شاہ محمد اسمٰعیل شہید کی معرکتہ آلارا تصنیف ہے۔ تقویۃ الایمان جب شائع ہوئی۔ تو آپ کے مخالفین نے ایک طوفان برپا کر دیا۔ مگر سب مخالفین کا جواب دلائل سے دیا گیا۔ اس کتاب سے خلق کثیر کو فائدہ پہنچا۔ مولانا رشید احمد گنگوہی (م ۱۳۲۳ھ) فرماتے تھے کہ:۔

"مولانا اسمٰعیل صاحب کی حیات ہی میں دو اڑھائی لاکھ آدمی راست ہوگئے تھے۔ اور ان کے بعد جو نفع ہوا۔ اس کا تو اندازہ ہی نہیں ہو سکتا۔" (۲۶)

تقویۃ الایمان کی تردید میں جو کتابیں لکھی گئیں۔ ان کے جواب میں مولانا عزیز الدین مراد آبادی (م ۱۹۴۸ء) نے اکمل البیان لکھی۔ جو شیخ الحدیث مولانا محمد اسمٰعیل السلفی (م ۱۹۶۷ء) اور مولانا محمد مصلح اللہ حنیف (م ۱۹۸۷ء) کی سعی و کوشش ۱۹۶۵ء میں المکتبہ السلفیہ شیش محل روڈ لاہور نے شائع کی۔

تذکرۃ الاخوان (اردو۔ مطبوعہ)

تذکرۃ الاخوان' ردالاشراک (عربی) کے باب دوم الاعتصام بالسنۃ والاجتناب من البدعہ کا ترجمہ ہے۔ تذکرۃ الاخوان میں الاعتصام بالسنہ' اجتناب من البدعہ ماذکر الصحابہ اہل بیت' ردبدعات و قبور' بدعات تقلید اور دیگر معاشی و معاشرتی اور اخلاقی برائیوں وغیرہ عنوانات پر کتاب و سنت کی روشنی میں سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔

صراط مستقیم (فارسی۔ مطبوعہ)

اس کتاب میں مولانا شاہ محمد اسمٰعیل شہید دہلوی نے مجاہد کبیر حضرت سید احمد شہید کے ملفوظات کو ترتیب دیا ہے۔ یہ کتاب مقدمہ، چار ابواب اور فاتحہ پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کی تالیف میں مولانا عبدالحی (م ۱۲۴۳ھ) بھی آپ کے معاون رہے۔

مقدمہ تین افادوں پر مشتمل ہے۔

اول۔ حب عشقی و عقلی

دوم۔ راہ نبوت

سوم۔ مضامین کتاب میں تقدیم و تاخیر کے اسباب

باب اول۔ طریق و نبوت و ولایت

باب دوم۔ عبادات کا طریقہ اور بری عادات و صفات کے ترک کا طریقہ

باب سوم۔ راہ ولایت کے سلوک کا بیان

باب چہارم۔ سلوک راہ نبوت کا بیان

صراط مستقیم کا عربی اور اردو میں ترجمہ ہو چکا ہے۔

شیخ محمد اکرام (م ۱۹۷۳ء) لکھتے ہیں:۔

"صراط مستقیم میں ہندوستانی مسلمانوں کی مذہبی و معاشرتی خرابیوں کا بالتفصیل بیان ہے اور نہ صرف مرض کی تشخیص بلکہ علاج بھی تجویز کر دیا گیا ہے۔ جس طرح ایک طبیب کامل مرض کے مختلف آثار دیکھ کر ہر خرابی کے لیے مختلف نسخے نہیں تجویز کرتا۔ بلکہ ایک ایسی دوا تجویز کرتا ہے۔ جو تمام امراض کی جڑ کو قطع کرے۔ اسی طرح مولانا نے بھی قوم کی خرابیوں کے لیے اصولی نسخہ تجویز کیا۔ کیونکہ یہ تمام خرابیاں جو مختلف قسموں کی تھیں اور مختلف رستوں سے داخل ہوئیں حقیقتاً اسی وجہ سے پیدا ہوئیں کہ مسلمانوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو ہاتھ سے چھوڑ دیا تھا۔ اس لیے تمام کی نجات اسی میں تھی۔ کہ ہر وہ رسم جو سنت نبوی اور طریق صحابہ کے خلاف ہو یا بعد میں جاری ہوئی ہو۔ ترک کی جائے"

سید صاحب کا ارشاد ہے۔

"تمام رسوم ہند و سندھ و فارس و روم را کہ خلاف محمد صلی اللہ علیہ وسلم باشد با زیادتی

از طریقہ صحابہ شود ترک نماید و انکار و کراہت براں اظہار کند" (۲۷)

عبقات (عربی۔ مطبوعہ)

یہ کتاب مقدمہ' چار اشارات اور فاتحہ پر مشتمل ہے اور یہ کتاب مولانا شاہ اسمٰعیل شہید دہلوی کے علمی تبحر' دقت نظر اور علوم نقلیہ و عقلیہ میں مہارت تامہ کا ایک بین ثبوت ہے۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ مولانا مناظر احسن گیلانی (م ۱۹۶۳ء) نے کیا تھا۔ جو پہلی بار حیدر آباد دکن سے شائع ہوا تھا۔

اصول فقہ (عربی۔ مطبوعہ)

اس کتاب کا موضوع عنوان سے ظاہر ہے۔ آپ کی یہ کتاب اپنے موضوع کے اعتبار سے بہت جامع اور عمدہ ہے۔ آپ سے پہلے کئی ایک علمائے کرام نے اس موضوع پر قلم اٹھایا لیکن مولانا شاہ محمد اسمٰعیل شہید دہلوی کا انداز تحریر ان سے انوکھا اور نرالا ہے۔

یہ کتاب پہلی بار ۱۸۹۵ء میں ۳۶ صفحات پر مطبع مجتبائی دہلی سے شائع ہوئی تھی۔ حضرت العلام مولانا حافظ محمد محدث گوندلوی (م ۱۴۰۵ء) نے اس کی شروح "بغیتہ الفحول فی شرح مختصر الاصول" کے نام سے کی جو دسمبر ۱۹۶۸ء ادارہ اشاعت السنہ لاہور نے شائع کی۔

یک روزی (فارسی۔ مطبوعہ)

مولانا شاہ محمد اسمٰعیل شہید دہلوی نے یہ رسالہ ایک نشست میں رقم فرمایا۔ اس لیے اس کا نام یک روزی ہے۔ مولانا فضل حق خیر آبادی (م ۱۲۷۸ھ) نے تقویتہ الایمان کی تردید میں ایک رسالہ لکھا۔ حضرت شاہ شہید نے اس کا جواب ایک دن میں لکھدیا۔ یہ رسالہ ۱۲۹۷ھ میں مطبع فاروقی دہلی سے ایضاح الحق کے ساتھ شائع ہوا تھا۔

منصب امامت (فارسی۔ مطبوعہ)

یہ مولانا شاہ محمد اسمٰعیل شہید دہلوی کی مشہور اور بہترین تصنیف ہے اس کا موضوع مسئلہ امامت ہے۔ اور اپنے موضوع کے اعتبار سے بہت عمدہ اور جامع کتاب ہے۔

مولانا حکیم سید عبدالحی الحسنی (م ۱۳۴۱ھ) لکھتے ہیں:۔

" وھو مما لم یسبق الیہ" (۲۹)

سابقہ زمانہ میں اس موضوع پر ایسی کوئی کتاب نہیں۔

اس کتاب میں دو باب ہیں۔ باب اول میں حقیقت امامت کا ذکر ہے اور اس میں دو فصلیں ہیں۔

فصل اول میں کملات انبیاء کا تذکرہ ہے۔ اور فصل دوم میں انبیاء کے کملات سے اولیاء اللہ کی مشابہت کو دو مختلف اعتبار سے بیان کیا ہے۔

باب دوم میں ایک مقدمہ اور دو فصلیں ہیں۔ مقدمہ میں امامت کی حقیقت پر بحث ہے۔ فصل اول میں امامت حقیقی اقسام اور فصل دوم امامت حکمی کی تشریح کی ہے۔ اور خاتمہ میں لفظ امام کی تشریح و توضیح کی ہے۔

منصب امامت پہلے فارسی میں مطبع فاروقی دہلی نے شائع کی۔ بعد میں ۱۳۷۶ھ میں مولانا عبداللطیف کے ترجمہ اردو سے شائع ہوئی۔ اور ۱۹۴۹ء میں مولانا محمد حسین علوی نے اس کا اردو ترجمہ کر کے شائع کی۔

ایضاح الحق الصریح باحکام المیت و الضریح

(فارسی۔ مطبوعہ)

اس کتاب کے نام سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اس میں احکام میت بیان کئے گئے ہیں۔ لیکن اس میں سنت کی حقیقت اور بدعت کی تردید کی گئی ہے۔ مولانا شاہ محمد اسمٰعیل شہید دہلوی نے کتاب کے آغاز میں اس کی تصریح کی ہے۔ کہ اس کتاب میں سنت و بدعت کے درمیان فرق و امتیاز کی نشاندہی کی گئی ہے۔

یہ کتاب ایک مقدمہ اور خاتمہ پر مشتمل ہے۔ اور اس میں بدعت کی لغوی تشریح اور بدعت اصلیہ و وصفیہ سے بدعت کی تقسیم' اور پھر اس کی تشریح' امور سنت و امور غیر سنت' تقلید و اجتہاد اور علوم نافعہ پر مشتمل مباحث کی تشریح و توضیح کی گئی ہے۔

یہ کتاب پہلی مرتبہ ۱۲۲۷ھ میں مطبع فاروقی دہلی سے شائع ہوئی۔ ۱۲۵۶ھ میں مولانا عبداللطیف پانی پتی کے اردو ترجمہ کے ساتھ کتب خانہ اشرفیہ دہلی نے شائع کی اور تیسری مرتبہ مکتبہ رحیمیہ دیوبند نے "امداد الفتاح فی توضیح الایضاح" کے نام سے شائع کی۔

تنقید الجواب (فارسی۔ غیر مطبوعہ)

یہ رسالہ مولوی عبدالباری حنفی کے رسالہ عدم جواز رفع الدین کے جواب میں ہے۔

محی السنہ مولانا سید نواب صدیق حسن خاں قنوجی رئیس بھوپال (م ۱۳۰۷ھ) اس رسالہ کے بارے میں لکھتے ہیں:۔

"تنقید الجواب فتوای فارسی عبارت مدت اور جواب عدم رفع الیدین فی الصلوۃ للشیخ المولوی عبدالھادی الحنفی از شیخ محمد اسمٰعیل بن عبدالغنی شہید المتوفی ستہ احدی و خمس و مائۃ الف اولہ' الحمد للہ لا شریک لہ' فی الخلق والامر وآخرہ املا محمد اسمٰعیل عفا اللہ عنہ' وبروی دستخط مولوی عبدالحی مرحوم ست و الحق احق بالا تباع و راہ عبدالحی عفی عنہ شانزدہم ذی الحجہ ۱۲۳۴ ہجری۔" (۳۰)

تنویر العینین فی اثبات رفع الیدین (عربی۔ مطبوعہ)

مولانا شاہ محمد اسمٰعیل شہید دہلوی کی یہ مایہ ناز کتاب اثبات رفع الیدین پر ہے۔ آپ کی اس لاجواب اور بے مثال کتاب کو حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (م ۱۲۳۹ھ) نے بہت پسند فرمایا۔ اور اس کے ساتھ یہ ارشاد فرمایا۔

"خدا کا شکر ہے کہ یہ گھر محققین علم حدیث سے خالی نہیں ہے" (۳۱)

اس کتاب میں شاہ اسمٰعیل شہید نے اثبات رفع الیدین کے علاوہ آمین بالجہر' فاتحہ خلف الامام' اور رد تقلید پر بھی تبصرہ فرمایا ہے۔ اس لیے یہ کتاب تقلیدیان احناف کو بہت ناگوار گزری۔ تو ایک تقلیدی عالم مولوی محمد شاہ پاک پٹنی نے اس کا جواب تنویر الحق کے نام سے لکھا۔ تنویر الحق کے جواب میں شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دھلوی (م ۱۳۲۰ھ) معیار الحق تصنیف فرمائی۔ جس کا اثر علمی حلقوں میں بہت ہوا۔ تو اس سے مقلدین علماء بوکھلا گئے۔ تو مولانا ارشاد حسین رام پوری (م ۱۳۱۱ھ) نے معیار الحق کے جواب میں انتصار الحق لکھ ڈالی۔

حضرت مولانا ابوالکلام آزاد (م ۱۹۵۸ء) نے جب انتصار الحق پڑھی تو فرمایا:۔

"مجھ پر معیار الحق کی سنجیدہ اور ذاتی بحث کا بہت اثر پڑا۔ اور ارشاد الحق (انتصار الحق) کا علمی ضعف صاف صاف نظر آگیا۔" (۳۲)

انتصار الحق کی تردید حضرت شیخ اکمل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی (م ۱۳۲۰ھ) کے چار تلامذہ نے جواب لکھے۔ جن کی تفصیل یہ ہے۔

براہین اثناعشر۔۔ مولانا سید امیر حسن گیلانی (م ۱۲۹۱ھ)

تلخیص الانظار فیما بنی علیہ الانتصار ۔۔ مولانا امیر حسن دہلوی (۱۳۳۸ھ)

البحر الذخار ملا ذہان وجب الانتصار (مولانا مشہود الحق عظیم آبادی (م ۱۳۳۵ھ)

اختیار الحق ۔۔ مولانا احتشام الدین مراد آبادی (م ۱۳۱۳ھ)

مولانا سید امیر حسین سہسوانی (م ۱۲۹۱ھ) نے انتصار الحق کی اشاعت کے ایک دن بعد براہین اثنا عشر لکھ کر شائع کی ایک کاپی مولانا ابوالحسنات محمد عبدالحی لکھنوی (م ۱۳۰۴ھ) کو بھیجی تو مولانا محمد عبدالحی نے مولانا امیر حسن کو اپنے مکتوب میں لکھا۔

"از محمد عبدالحی۔ مولوی صاحب مکرم معظم مجمع الیدین المعقول و المنقول منبع نہرین جامع الفروع و الاصول مولوی سید امیر حسن صاحب۔

السلام و علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ

عنایت نامہ لطف شمامہ مورخہ ۲۰/ ماہ رواں براہین اثنا عشر رسیدہ اغلاط اسامی کتب مولفین درانتصار لاتعد ہستند شاید بنظر اختصار برچند کنایت شد" (۳۳)

تنویر العینین پہلی بار ۱۲۵۶ھ میں مطبع رحمانی کلکتہ نے شائع کی۔ (۳۴) ۱۲۷۹ھ میں مطبع مجتبائی میرٹھ سے شائع ہوئی۔

مولانا محمد عطاء اللہ حنیف (م ۱۹۸۶ء) نے اس کو اردو ترجمہ کے ساتھ ۱۹۸۳ء میں اپنے اشاعتی ادارہ المکتبہ السلفیہ شیش محل روڈ لاہور سے شائع کیا۔

حقیقت تصوف (فارسی ۔۔ غیر مطبوعہ)

اس کتاب کے بارے میں مولانا فضل معین مظفرپوری مرحوم لکھتے ہیں۔

(مولانا شاہ محمد اسمٰعیل) نے ایک کتاب لکھی۔ جس کا نام حقیقت تصوف تھا۔ اب یہ نایاب ہوگئی ہے۔ اس میں آپ نے سچے صوفیوں کی تعریف لکھی تھی۔ اب جو من گھڑت باتیں داخل تصوف ہوگئی ہیں۔ ان کی برائی بیان کی ہے اس کتاب سے اس طبقہ والوں کی بھی کچھ اصلاح ہوئی۔ (۳۵)

مثنوی ملک نور (اردو)

مولانا شاہ محمد اسمٰعیل شہید دہلوی عربی، فارسی، اور اردو کے صاحب طرز انشاء پرداز تھے۔ ایسے ہی آپ ایک قادرالکلام شاعر تھے۔ اس کتاب (مثنوی ملک نور) میں آپ نے ردشرک، توحیدالٰہی، نعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مدح حضرت سید احمد شہید بریلوی کو موضوع سخن بنایا ہے۔ یہ مثنوی ملک نور (اردو) ۱۳۴۰ھ میں پرکاش سیٹھ پریس لاہور سے بفرمائش مولوی ابو محمد جمیل طبع ہوئی تھی۔

اس مثنوی کا آغاز اس طرح ہوتا ہے:۔

؎ الٰہی تیرا نام کیا خوب ہے
کہ ہر جان کو وہی مطلوب ہے
اسی سے ہے ہر دل کو آرام چین
وہی سب زبانوں کا زیب و زین

اس مثنوی میں کل ۲۵۱ اشعار ہیں۔

مثنوی ملک نور (فارسی)

اس مثنوی میں ۳۶۵ اشعار ہیں موضوع، اتباع توحید و سنت، اجتناب شرک و بدعت اور تردید فلسفہ قدیم ہے۔

مثنوی کا آغاز اس طرح ہے۔

؎ لک الحمد اے مالک کار ساز
کہ کمای مرا از شناسان راز
مرادم ازاں راز توحید تست
کہ آں مغز تحمید و تمجید تست

یہ مثنوی ابھی تک طبع نہیں ہوئی۔

قصیدہ درمدح حضرت سید احمد شہید (فارسی۔ غیر مطبوعہ)

مولانا محمد جعفر تھانیسری (م ۱۹۰۵ء) نے اس قصیدہ کے سات آٹھ اشعار نقل کئے ہیں۔

ابتدائی دو شعر درج ذیل ہیں۔

؎ بیاد تہنیت شجرہ امامت کن
کہ بعد گم شدنش ہاں بگو نہ گشت پدید
ہزار شکر بہ یزداں پاک کز فضلش
رنور قدسی عیش کہ قطرہ بہ چکید

قصیدہ در مدح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (فارسی۔ غیر مطبوعہ)

اس قصیدہ کا آغاز حمد باری تعالیٰ سے ہوتا ہے۔ جس کا پہلا شعر یہ ہے۔

؎ ہزار حمد برب حکیم صاحب جود
ظہور کرد کمالش زجزر ہر موجود

محی السنہ امیر الملک' مولانا سید نواب صدیق حسن خاں قنوجی رئیس بھوپال نے "اتحاف النبلاء المتقین باحیاء ماثر الفقہاء المحدثین" میں اس کے ۲۸ اشعار نقل کئے ہیں۔ اور آخر میں لکھتے ہیں:۔

"تمام ایں قصیدہ بخط والدماجد محرر سطور دربیاض شان مرقوم است" (۳۶)

رسالہ بے نمازاں (اردو۔ مطبوعہ)

یہ رسالہ اردو نظم میں ہے۔ اور اس میں فریضہ نماز کی اہمیت اور تارک نماز کے لیے وعید وغیرہ کو موثر انداز میں نظم کیا ہے۔ اور اس سلسلہ میں آیات قرآنی اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے موقف کی تائید میں مدد لی ہے۔

رسالہ کا آغاز اس طرح ہے۔

؎ بعد حمد پاک رب العالمین
اور درود رحمتہ اللعالمین
حال اپنا اب سنوائے بے نماز
کیوں رہے مالک کے فرمان سے باز

یہ رسالہ فاروقی کتب خانہ ملتان نے شائع کیا ہے۔

مولانا شاہ محمد اسمٰعیل شہید دہلوی کی شخصیت اور ان کی عظمت کا اعتراف

حضرت مولانا شاہ محمد اسمٰعیل شہید دہلوی ایک جید عالم، دینی مفکر، قاطع بدعت، بلند پایہ مبلغ اور مصنف اور عظیم مجتہد تھے۔ وہ غیر معمولی وسعت علمی کے مالک، دین اسلام کے شیدائی، متقی، پرہیزگار تھے۔ ان کے علم و فضل، زہد و تقویٰ، امانت و دیانت، عدالت و ثقاہت، حب اسلام، حمیت دین، محبت سنت نبوی، شجاعت و بصارت، ایثار و قربانی، بے غرضی اور بے نفسی، اور تجدید احیائے دین اور کارہائے نمایاں، کا ارباب سیر اور تذکرہ نویسوں نے اعتراف کیا ہے۔

محی السنہ مولانا سید نواب صدیق حسن خاں قنوجی (م ۱۳۰۷ھ) فرماتے ہیں:۔

"ہر یکے ازاشیاں بے نظیر وقت و فرید دہر وحید عصر در علم و عمل و عقل و فہم و قوت تقدیر و فصاحت تحریر و ورع و تقویٰ و دیانت و امانت و مراتب ولایت بود و ہمجس اولاد اولاد ---- ایں سلسلہ از طلائے ناب است" (۳۷)

یعنی اس خاندان کا ہر فرد علم و عمل، عقل و فہم، زور تقریر، فصاحت تقریر، ورع و تقویٰ دیانت و امانت اور مراتب ولایت میں یگانہ روزگار، فرید دہر اور وحید عصر تھا۔ ان کی اولاد کی اولاد بھی انہی درجات بلند پر فائز تھی۔ یہ ایک زریں سلسلہ تھا۔

مولوی رحمان علی (م ۱۳۴۴ھ) لکھتے ہیں:۔

"بن مولوی عبدالغنی بن مولانا شاہ ولی اللہ درریاضت و رسائی فکر یگانہ روزگار و مشار الیہ علمای کبار بود" (۳۸)

یعنی شاہ عبدالغنی کے یہ فرزند اور شاہ ولی اللہ کے پوتے دیانت اور فہم و فکر میں یگانہ روزگار تھے۔ حلقہ علمائے کبار میں مشار الیہ تھے۔

علامہ اقبال (م ۱۹۳۸ء) نے فرمایا تھا۔

"ہندوستان نے ایک مولوی پیدا کیا۔ اور وہ شاہ محمد اسمٰعیل کی ذات تھی" (۳۹)

۱۔ حمایت مجاہدین ص ۱۲۱

۲۔ الحیاۃ بعد المماۃ ص ۱۲
۳۔ اتحاف النبلا ص ۴۱۷
۴۔ تاریخ دعوت و عزیمت ص ۳۷۸
۵۔ سید احمد شہید ص ۱۱۸
۶۔ ہندوستان میں اہل حدیث کی علمی خدمات ص ۱۹
۷۔ حکایات اولیاء ص ۱۲۷
۸۔ نزہتہ الخواطر ج ۷ ص ۱۹۲
۹۔ نزہتہ الخواطر ج ۷ ص ۲۴۲
۱۰۔ نزہتہ الخواطر ج ۷ ص ۳۱۷
۱۱۔ تذکرۃ صادقہ ص ۱۳۸، نزہتہ الخواطر ج ۷ ص ۵۲۵، سرگزشت مجاہدین ص ۲۲۵، ہندوستان میں وہابی تحریک ص ۱۳۳
۱۲۔ نزہتہ الخواطر ج ۷ ص ۳۹۶
۱۳۔ نزہتہ الخواطر ج ۷ ص ۱۲۰، تراجم علمائے حدیث ہند ص ۲۸۲
۱۴۔ آصار العقائد ص ۲۷۲
۱۵۔ سید احمد شہید ص ۱۴۳
۱۶۔ ارواح ثلاثہ ص ۸۷
۱۷۔ سید احمد شہید ص ۱۴۷
۱۸۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم
۱۹۔ مقالات سلیمان ج ۲ ص ۴۴
۲۰۔ سید احمد شہید ص ۲۳۶۔۲۳۷
۲۱۔ تاریخ دعوت و عزیمت ج ۵ ص ۳۷۹
۲۲۔ وقائع احمدی ج ۳ ص ۲۲۸
۲۳۔ اتحاف النبلاء ص ۸۱
۲۴۔ ایضا ص ۴۱۷

۲۵۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ ج ۲ ص ۷۵۳

۲۶۔ فتوای اسلامیہ ج ا ص ۴۲

۲۷۔ موج کوثر ص ۲۰۔۲۱

۲۸۔ آثار الصنادید ص ۲۷۲

۲۹۔ نزہتہ الخواطر ج ۷ ۵۹۷

۳۰۔ اتحاف النبلاء ص ۴۴

۳۱۔ تذکرۃ شہید ص ۲۷۰

۳۲۔ تذکرۃ شہید ص ۲۷۱

۳۳۔ الحیاۃ بعد المماۃ ص ۲۹۵۔۲۹۶

۳۴۔ اتحاف النبلاء ص ۴۴

۳۵۔ الحیاۃ بعد المماۃ ص ۱۹۹

۳۶۔ اتحاف النبلاء ص ۴۴

۳۷۔ اتحاف النبلاء ص ۴۳۰

۳۸۔ تذکرۃ علمائے ہند ص ۱۷۹

۳۹۔ امپکٹ آف شاہ اسمٰعیل شہید مرتبہ عبداللہ بٹ ص ۴۴